

## 84314-واقعہ اسراء و معراج کو افسانوی قصہ قرار دینے والے کارو

سوال

ہمارے ہاں لیپیا میں کسی نے اسراء و معراج کے واقعہ سے متعلق ہرزہ سرائی کی ہے، ایک اخبار میں نشر ہونے والے اپنے مضمون میں اس شخص کا کہنا ہے کہ : واقعہ معراج مخف افسانوی قصہ ہے کسی انسان کیستھا ہونا ممکن نہیں ہے، اس بارے میں اس شخص نے قرآن مجید کی آیت کو دلیل بنایا ہے، اس میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ :

﴿أَوْتَرَقَ فِي السَّمَاوَاتِ وَأَنَّ رُؤْمَنْ لِرَزِيكَتٍ حَتَّىٰ شُرَقَلَ عَلَيْنَا كَتَبَ بَأْلَهَرَأَهُ قُلْ سُجَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْشَ الْأَبَرَأَرْسُولًا﴾

ترجمہ : یا آپ آسمان میں پڑھ جائیں اور ہم آپ کے پڑھنے کو بھی نہ مانیں گے تا آنکہ آپ ہم پڑھ لیں، آپ ان سے کہہ دیں : پاک ہے میرا پرو دگار! میں تو محض ایک پیغام پہچانے والا انسان ہوں۔ [الاسراء : 93]

مضمون نگار کا کہنا ہے کہ : قرآن مجید نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آسمان پر پڑھ جانے کے امکان کی بھی نفی کر دی، اس لیے واقعہ معراج قرآن مجید کی اس آیت سے متناہی ہے۔

اہم معراج کی حقیقت یہ ہے کہ وہ صرف خواب کی حالت میں آپ نے سب کچھ دیکھا تھا، اس کیلئے مضمون نگار نے اس آیت کو دلیل بنایا :

﴿وَنَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا لِتَقْرِيْبَ الْأَرْبَيْلَةِ لِلَّهِ﴾

ترجمہ : اور جو منظر ہم نے آپ کو دکھایا وہ صرف لوگوں کی آزارش کیلئے ہی ہم نے بنایا ہے [الاسراء : 60]۔  
سب سے آخر میں یہ آں جناب سے گزارش کرو نگاہ کر :

اس مضمون کی وجہ سے شبہات جنم لے رہے ہیں، لیکن میں ایمان رکھتا ہوں کہ یہ محظہ ہے، اس لیے آپ اس کا جواب مرتب فرمائیں اور وضاحت فرمائیں، تاکہ کسی بھی انسان کے آسمانوں تک پہنچ جانے کی نفی کرنے والی آیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مجده میں ظاہری اختلاف کو بھی ختم کیا جاسکے۔  
یہ واضح رہے کہ میرا یہ ماننا ہے کہ قرآن مجید میں کوئی اختلاف اور تعارض نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزاۓ خیر سے نوازے۔

پسندیدہ جواب

اول :

یہ بالکل واضح بات ہے کہ اسراء و معراج اللہ تعالیٰ کی ایسی نشانی تھی جس کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی نبوت کے دلائل عیاں ہوتے ہیں، اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالیٰ کے ہاں کیا مقام و مرتبہ ہے، اسی طرح اس واقعہ سے اللہ تعالیٰ کی قدرت مطلق کا بھی پتا چلتا ہے، اسی طرح اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام تر مخلوقات سے بلند ہے، اس بارے میں فرمان باری تعالیٰ ہے :

﴿سُجَانَ الَّذِي أَسْرَى بِنَبِيْدَه لَيْلًا مِنَ السَّجْدَةِ الْأَقْصِيِّ إِلَى السَّجْدَةِ الْأَقْصِيِّ الَّذِي بَارَكَنَ حَوَّلَهُ لِتَرْبِيَةِ مِنْ آيَاتِنَا إِنَّهُ بُوْلَسَمِعُ النَّبِيْرِ﴾

ترجمہ : پاک ہے وہ ذات جس نے ایک رات اپنے بندے کو مسجد احرام سے لے کر مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی، جس کے ارد گرد کو ہم نے برکت دے رکھی ہے [اور اس سے غرض یہ تھی کہ ہم اپنے بندے کو اپنی بعض نشانیاں دکھائیں۔ بلاشبہ وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔ [الاسراء : 1]

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متواتر طور پر ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمانوں پر لے جایا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے سب آسمانوں کے دروازے کھولے گئے، حتیٰ کہ آپ ساتویں آسمان سے بھی آگے چلے گئے، پھر اللہ تعالیٰ نے آپ سے گفتگو بھی فرمائی، پانچ نمازوں فرض کیں جو کہ ابتداء میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بچاں نمازوں کی صورت میں

فرض کی گئی تھیں، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بار بار اللہ تعالیٰ سے تخفیف کا مطالبہ کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں کم کر کے پانچ کر دیا اور یہ اب پانچ عملاء میں لیکن اجر میں پچاس ہی ہیں؛ کیونکہ ہر نیکی کا بلد دس گنازیادہ ملتا ہے، اور اس پر اللہ کا شکر ہے۔

لوگوں کا اس بارے میں اختلاف ہے : کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ اسر اور معراج خواب میں ہوا تھا، لیکن صحیح بات یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری کی حالت میں آسمان پر لے جایا گیا، اس بارے میں متعدد دلائل موجود ہیں :

امام طحاوی رحمہ اللہ اپنی مشور کتاب : "عقیدہ طحاویہ" میں کہتے ہیں :

"معراج حق اور ثابت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری کی حالت میں ہے نفس نفس آسمانوں کی طرف لے جائیگا، پھر جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا اتنا مزید آگے بھی گئے، اللہ تعالیٰ نے آپ کی تکریم فرمائی اور آپ کی طرف جو چاہا وحی فرمایا، جو کچھ آپ نے دیکھا سے دل نے نہیں جھٹلایا، اللہ تعالیٰ آپ پر دنیا اور آخرت میں رحمتیں نازل فرمائے" انتی

اسی طرح ابن العز خفی رحمہ اللہ "شرح عقیدہ طحاویہ" میں کہتے ہیں :

"لوگوں کا اسر اور معراج کے بارے میں اختلاف ہے :

کچھ کا کہنا ہے کہ : آپ کی روح کو لے جایا گیا تھا، آپ کا جسم اطہر نہیں لے جائیگا، یہ بات ابن اسحاق نے عائشہ اور معاویہ رضی اللہ عنہما سے نقل کی ہے، اسی طرح حسن بصری رحمہ اللہ سے بھی اسی طرح کی بات نقل کی گئی ہے۔

یہاں یہ بات واضح رہنی چاہیے کہ اسر اکے بارے میں دونوں تعبیروں میں فرق ہے : ۱) آپ کو خواب میں سیر کروانی گئی، ۲) آپ کی صرف روح کو سیر کروانی گئی جسم ساتھ نہیں تھا۔  
یہاں عائشہ اور معاویہ رضی اللہ عنہما نے یہ نہیں کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں سیر کروانی گئی، بلکہ ان کا یہ کہنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح کو سیر کروانی گئی تھی لیکن آپ کا جسم ساتھ نہیں تھا۔

دونوں میں فرق یہ ہے کہ : خواب میں سونے والے کو جو کچھ نظر آتا ہے وہ پہلے سے ذہن میں موجود چیزوں کا تصور اور تخیل محسوس شکل میں دیکھتا ہے، چنانچہ خواب دیکھنے والے کو یہ محسوس ہوتا ہے کہ اسے آسمان کی طرف لے جائیگا، اور پھر مکہ واپس آگیا، لیکن اس کی روح نہ تو آسمان پر گئی ہوتی ہے اور نہ ہی واپس آتی ہے، یہ محسن خوابوں کا فرشتہ سوتے ہوئے شخص کے ذہن میں تصورات پیدا کرتا ہے۔

لہذا معاویہ اور عائشہ رضی اللہ عنہما یہ مقصد ہرگز نہیں تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کو سیر کروانی گئی، چنانچہ روح جسم سے نکل کر سیر کے بعد واپس آگئی۔

آپ دونوں کے مطابق یہ معاملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت میں شمار ہوتا ہے، کسی اور میں ایسا ممکن نہیں ہے؛ کیونکہ کسی اور کسی روح آسمانوں کی طرف مکمل طور پر اسی وقت جائے گی جب انسان مر جائے۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ اسر اور مرتبہ ہوا ہے، ایک بار بیداری میں اور دوسری بار نیند کی حالت میں۔۔۔ کچھ لوگوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ ایک بار وحی نازل ہونے سے پہلے اور ایک بار وحی نازل ہونے کے بعد، یعنی جب بھی معراج کے واقعات سے متعلق کوئی

اسی طرح کچھ لوگوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ : معراج تین بار ہوا ہے، ایک بار وحی نازل ہونے سے پہلے اور دو بار وحی نازل ہونے کے بعد، یعنی جب بھی معراج کے واقعات سے متعلق کوئی اشکال پیدا ہوا تو تطبیق دینے کیلئے انہوں نے معراج کے واقعات کو بھی اسی طرح بڑھانا شروع کر دیا، لیکن یہ وظیرہ قدرے کمزور محدثین کا ہے؛ کیونکہ ائمہ محدثین معراج کے بارے میں جو بات نقل کرتے ہیں وہ یہی ہے کہ معراج اصل میں ایک ہی بار کہ میں بعثت کے بعد لیکن بھرت سے ایک سال یا ایک سال دو ماہ پہلے ہوا، جیسے کہ یہ بات ابن عبد البر رحمہ اللہ نے ذکر کی

بہے ---

حدیث اسرائیل صحیح ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جد اطہر کیسا تھا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے جایا گیا، آپ جب میں علیہ السلام کی رفاقت میں برائے پر سوار تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد اقصیٰ اترے اور وہاں انبیاء کی امامت کروائی، پھر برائے کو مسجد کے دروازے کے کنڈے سے باندھا، یہ بھی مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیت الحرمہ میں اترے تھے اور وہاں نماز بھی ادا کی لیکن یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قطعاً ثابت نہیں ہے۔

اس کے بعد آپ کو بیت المقدس سے اسی رات میں آسمان دنیا تک لے جایا گیا، جب میں علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے دروازہ کھلوایا تو فرشتوں نے دروازہ کھول دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں پر ابوالبشر آدم علیہ السلام کو دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سلام کیا تو آدم علیہ السلام نے آپ کو خوش آمدید کہا اور سلام کا جواب دیا، نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اقرار بھی کیا، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوسرے آسمان پر لے جایا گیا۔۔۔

عقیدہ طحاویہ کے شارح لکھتے ہیں کہ :

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اسر او معراج جد اطہر سمیت ہوا ہے اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

"بُجَانَ الَّذِي أَنْسَرَنِي بِعِنْدِهِ لَيْلًا مِنَ النَّجْدِ إِلَى النَّجْدِ الْأَقْصِيِّ"

ترجمہ : پاک ہے وہ ذات جس نے ایک رات اپنے بندے کو مسجد الحرام سے لے کر مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی۔ [الاسراء: 1]

[یہ آیت اس کی دلیل یوں بنتی ہے کہ] "عبد" اس وقت بندے پر بولا جاتا ہے جب جسم اور روح کا مجموعہ ہو، جیسے کہ انسان اسی وقت بولا جاتا ہے جب جد اور روح دونوں کا مجموعہ ہو، لہذا جب بھی عبد اور انسان کا لفظ مطلق بولا جائے تو یہی اس کا معنی اور یہی بات درست بھی ہے، اس لیے آیت کے مطابق اسر او معراج جسم و روح دونوں کو کروایا گیا۔ نیز یہ بات عقلی طور پر بھی ناممکن نہیں ہے، چنانچہ اگر کسی بشر کے آسمان پر جانے کو محال سمجھا جائے تو فرشتوں کے زمین پر آنے کو بھی محال سمجھا جائے گا، اور یہ بات نبوت کے انکار تک پہنچ سکتی ہے جو کہ صریح کفر ہے "انتی

"شرح الطحاویہ" (1/245)

اسی طرح ابن کثیر رحمہ اللہ اپنی تفسیر (3/33) میں لکھتے ہیں :

"لوگوں کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ کیا اسر او معراج آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن اور روح دونوں کو ہوا تھا یا صرف روح کو؟ اس بارے میں دو قول ہیں :

چنانچہ اکثر علمائے کرام کا یہی کہنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جسم و روح دونوں کیسا تھا بیداری کی حالت میں سیر کروائی گئی، خواب میں یہ سیر نہیں ہوتی، تاہم اس موقف کے قائلین علمائے کرام اس بات کا انکار نہیں کرتے کہ ہو سختا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پہلے خواب بھی دیکھا ہو، اور پھر بیداری کی حالت میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سیر کروائی گئی ہو۔

کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو بھی خواب آتا تھا تو وہ روز روشن کی طرح بعینہ رونما ہو جاتا تھا۔

اس بارے میں دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

"بُجَانَ الَّذِي أَنْسَرَنِي بِعِنْدِهِ لَيْلًا مِنَ النَّجْدِ إِلَى النَّجْدِ الْأَقْصِيِّ الَّذِي بَارَكَنِي خَوْلَهُ"

ترجمہ : پاک ہے وہ ذات جس نے ایک رات اپنے بندے کو مسجد الحرام سے لے کر مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی، جس کے ارد گرد خطے کو ہم نے باہر کت بنایا۔ [الاسراء: 1]

اس آیت مبارکہ میں "بُجَانَ الَّذِي" کہ کر اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کی گئی ہے، اور تسبیح اسی وقت بیان کی جاتی ہے جب کوئی عظیم ترین معاملہ درپیش ہو، چنانچہ اگر معراج خواب میں یہ ہوا تھا

تو ایسا عظیم معاملہ ہے جس پر سبیع بیان کیا جائے، اسی طرح قریش کو بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرنے کی ضرورت نہیں تھی، ایسے ہی مسلمان ہو جانے والے کمزور دل لوگ بھی آپ کی اس بات پر مرتد نہ ہوتے۔

اور ویسے بھی "عبد" کا لفظ اسی وقت انسان پر بولا جاتا ہے جب روح اور جسم دونوں یجھا ہوں، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:  
(آنسری بغیرہ تلیل) [اپنے بندے کو رات کے وقت سیر کروانی] اسی طرح اللہ تعالیٰ کا یہ بھی فرمان ہے کہ:  
(ونا جَعَلَنَا إِلَّا فِي الْأَوْيَاءِ أَرْبَيْتَكَ إِلَّا فِي هَذِهِ الْأَيَّامِ)

ترجمہ: اور جو منظر ہم نے آپ کو دکھایا وہ صرف لوگوں کی آزارش کیلئے ہی ہم نے بنایا ہے [الإسراء: 60]

ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کے بارے میں کہتے ہیں کہ: اس سے وہ منظر مراد ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں نے معراج کی رات دیکھا تھا، اور اس آیت میں مذکور "معون درخت" سے مراد تھوہر کا درخت ہے، اس اثر کو بخاری: (2888) نے روایت کیا ہے۔

ایسے ہی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

(نَازَّ أَنْصَرَ وَنَاطَّ)

ترجمہ: نہ نظر بھکی اور نہ بی حد سے متجاوز ہوئی [النجم: 17]  
اس آیت میں قوت بصارت کا ذکر ہے، اور یہ جسم کا خاصہ ہے روح کا نہیں ہے۔

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا براق پر سوار ہونا بھی جسم کیسا تھا معراج ہونے کی دلیل ہے؛ کیونکہ براق سفید رنگ کا چمک دار جانور ہے، اور سواری کی ضرورت جسم کو ہوتی ہے روح کو اوہرا درہ جانے کیلئے سواری کی ضرورت نہیں ہوتی۔ واللہ اعلم" انتہی

اسی طرح شیخ حافظ حکمی رحمہ اللہ "معارج القبول" (1067/3) میں کہتے ہیں کہ:

"اگر اسر اور معراج صرف روح کو کروایا جاتا جسم شامل نہ ہوتا تو یہ کوئی مجھد ہی نہیں بتتا، اور اسی طرح قریش کی تکذیب بھی بے مقصد اور بے معنی ہوتی، اور ان کی یہ باتیں بھی ہوا ہو جاتیں جو انہوں نے واقعیہ معراج کے بارے میں کہیں تھیں کہ: "ہم تو بیت المقدس جانے کیلئے اوٹھوں کو چلا چلا کر بلکان کر دیتے ہیں، اس کیلئے ایک ماہ جانے کیلئے اور دوسرا ماہ آنے کیلئے در کار ہوتا ہے، لیکن محمد کا کہنا ہے کہ اسے راتوں رات ہی بیت المقدس کی سیر کرو اکر صح سے پسلے واپس بھی پچھا دیا گیا" اس کے علاوہ بھی انہوں نے باتیں بنائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھوٹا کہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مذاق اڑایا، اگر یہ خواب ہی تھا تو اسے بعد از عقل سمجھنے کی کوئی وجہ ہی نہیں بنتی؛ کیونکہ انسان کو خواب میں بیت المقدس تو کیا اس سے بھی دور کی چیزیں نظر آ جاتی ہیں، لیکن پھر بھی خواب میں ایسی چیزوں کو دیکھنے والے کی تکذیب نہیں کی جاتی۔

اس لیے حقیقت میں ہوا ہی یوں تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین مکہ کو اپنے اسر اور معراج کا حقیقی واقعہ بیداری کی حالت میں ہونے کا ذکر نہیں کیا، اسی لیے مشرکین مکہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھوٹا قرار دیا اور اسے بعد از عقل جانتے ہوئے آپ کا مذاق بھی اڑایا، اس سب کے ساتھ ساتھ ان کی باتوں میں حقارت آمیز لمحہ بھی تھا، کیونکہ انہیں اللہ تعالیٰ کی قدرت کے بارے میں بہت ہی معمولی سی معلومات حاصل تھیں کہ اللہ تعالیٰ جوچا ہے کر سکتا ہے، چنانچہ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اس واقعہ کے بارے میں ذکر کیا تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کہنے لگے: "اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے فرمایا ہے تو پھر یہ یہ ہے"

لوگوں نے تعجب سے کہا: تو کیا تم اس کی بات کی تصدیق کرتے ہو؟!

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تو ان کی تصدیق اس سے بھی دور یعنی آسمان سے آنے والی بات کی بھی کرتا ہوں جو کہ صح شام آپ ہمیں بتلاتے رہتے ہیں۔ یا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اسی سے ملتی جلتی بات کی تھی۔" انتہی

حافظ ابوحنطاب عمر بن دحیہ اپنی کتاب : "التویر فی مولد السراج المنیر" میں کہتے ہیں کہ :  
"اسر اور معراج سے متعلق متواری روایات موجود ہیں : جن میں عمر بن خطاب، علی، ابن مسعود، ابوذر، مالک بن صصحہ، ابوہریرہ، ابوسعید، ابن عباس، شداد بن اوس، ابی بن کعب، عبد الرحمن بن قرط، ابو جہہ انصاری، ابو لیلی انصاری، عبد اللہ بن عمرو، جابر، حذیفہ، بردیہ، ابوایوب، ابوامامہ، سمرہ بن جذب، ابوحرما، صسیب رومی، ام ہانی، عائشہ، اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ عنہم جمیعاً شامل ہیں۔"

کچھ صحابہ کرام نے اسر اور معراج کا قصہ مکمل بیان کیا ہے، کچھ نے مختصر بیان کیا ہے، یہ سب روایات معمد کتب میں موجود ہیں، یہ الگ بات ہے کہ کچھ روایات صحت کے اصولوں کے مطابق پایہ ثبوت تک نہیں پہنچتیں۔

تاہم اسر اور معراج کے بارے میں تمام مسلمانوں کا اجماع ہے، لیکن زندیق اور ملحد لوگ اس کا انکار کرتے ہیں، ان کا ارادہ تو یہ ہے کہ اللہ کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجادیں، لیکن اللہ تعالیٰ اپنے نور کو مکمل کرے گا چاہے کافروں کیلئے ناگواری گزرنے "انتہی مانوڈاڑ : "تفسیر ابن کثیر" (3/36)

مضمون بخاری کے طرز تحریر سے بتتی تجуб ہوا کہ انہوں نے قرآنی آیت سے دلیل لیتے ہوئے کفار کے ایک ہی مطالبے کا ذکر کیا یقین کو چھوڑ دیا اور باور یہ کہ قرآن مجید کی آیت :  
(فَلَنْ يُجَانِ رَبِّيْ مَلِكُ الْكُنُثِ إِلَّا بَشَرَ أَرْسُولًا)

ترجمہ : آپ ان سے کہہ دیں : پاک ہے میرا پور دگار! میں تو محض ایک پیغام پہنچانے والا انسان ہوں۔ [الاسراء: 93]  
کہ کفار کے صرف اسی ایک مطالبے کا جواب ہے اور وہ ہے : آسمان کی طرف چڑھنا، اور قرآن کی آیت میں اس کی نفی کی گئی ہے۔

حالانکہ حقیقت میں یہ جواب مشرکین کی ہٹ دھرمی اور ضدی قسم کے متعدد مطالبوں کے جواب میں دیا گیا ہے، آئیں ہم آپ کے سامنے قرآن مجید کے بیان کردہ تمام مطالب بیان کرتے ہیں :

(وَقَالُوا أَنَّ نُوْمَنَ لَكَ حَتَّى تَنْجِيْرَنَا مِنَ الْأَرْضِ بِيَهْوَعَا [90] أَوْ يَكُونُ لَكَ حَمَّةٌ مِنْ نَجِيلٍ وَعَنْبٍ فَتَنْجِيْرَ الْأَنْتَارَ خَلَانَا تَنْجِيْرَأ [91] أَوْ تُشَقَّطَ النَّمَاءُ كَمَا رَعَنَتْ عَلَيْنَا كَسْنَاً أَوْ تَأْتَى بِاللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ تَمْبِيلًا [92] أَوْ يَكُونُ لَكَ بَيْتٌ مِنْ زُخْرِفٍ أَوْ تَرْقِيَّ فِي النَّمَاءِ وَلَنْ نُؤْمِنَ بِرَقِيقٍ حَتَّى تُمْزِقَ عَلَيْنَا كَتَبًا تَقْرَأُهُ فَلَنْ يُجَانِ رَبِّيْ مَلِكُ الْكُنُثِ إِلَّا بَشَرَ أَرْسُولًا)

ترجمہ : اور کہنے لگے : ہم اس وقت تک آپ پر ایمان نہ لائیں گے جب تک آپ ہمارے لئے زمین سے چشمہ نہ جاری کر دیں [90] یا آپ کا کھجروں اور انگوروں کا باع ہو تو آپ اس میں جا بجا نہیں بھادیں [91] یا آپ آسمان کو ٹکرے ٹکرے کر کے ہم پر گردیں جیسے آپ کا دعویٰ ہے یا اللہ اور فرشتوں کو سامنے لے آئیں [92] یا آپ کے لئے سونے کا کوتی گھر ہو یا آپ آسمان میں چڑھ جائیں اور ہم آپ کے چڑھنے کو بھی نہ مانیں گے تا آنکہ آپ ہم پر کتاب نازل کریں جس کو ہم پڑھ لیں، آپ ان سے کہہ دیں : پاک ہے میرا پور دگار! میں تو محض ایک پیغام پہنچانے والا انسان ہوں [الاسراء: 93-90]

اب یہاں خود ہی غور کریں کہ ان تمام مطالبوں کے سامنے قرآن مجید کا یہ جواب ہی مناسب ہے کہ :

(فَلَنْ يُجَانِ رَبِّيْ مَلِكُ الْكُنُثِ إِلَّا بَشَرَ أَرْسُولًا)

ترجمہ : آپ ان سے کہہ دیں : پاک ہے میرا پور دگار! میں تو محض ایک پیغام پہنچانے والا انسان ہوں۔ [الاسراء: 93]

تو یہاں کسی انسان کیلئے یہ ممکن ہے کہ زمین کو پھاڑ کر وہاں سے پشیے جاری کرے؟ یا آسمان گردے، یا اللہ تعالیٰ کو یا فرشتوں کو لے آئے، یا آسمانوں میں چڑھ جائے، اور وہاں سے ہر کافر کے نام ایک ایک کتاب لیکر آئے جیسے کہ یہ تمام باتیں مجاهد رحمہ اللہ اور دیگر مفسرین سے ثابت ہیں۔

ہر کافر کیلئے الگ الگ کتاب کا مطالبہ ایک دوسری آیت سے بھی موافقت رکھتا ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے :  
 (بَلْ يُرِيدُ كُلُّ أُمَّةٍ مِّنْهُنَّ أَن يُؤْتَى صُحْنًا مَّشَرَّفًا)

ترجمہ : بلکہ ان میں سے ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ انہیں کھلی ہوئی کتاب دی جائے۔ [المثر: 52]

اور یہ بات بالکل واضح ہے کہ ہر شخص کیلئے آسمان سے کتاب نازل کرنا و دیگر مطالبات پورے کرنا کسی بھی بشر کے بس کی بات نہیں ہے، چنانچہ مذکورہ آیات کے اختتام پر جو کہا گیا ہے وہ کفار کے ان تمام مطابقوں کے جواب میں کہا گیا ہے، کسی ایک مطالبے کے متعلق نہیں فرمایا گیا، وگرنہ تو ان مطالبات میں ایسی چیزوں سے بھی موجود ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بعد میں ثابت ہوئی ہیں، مثال کے طور پر : یہ بات ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں سے پانی بہ نکلا، جیسے کہ صحیح مخاری : (3576) و دیگر کتب میں ہے، چنانچہ اگر انگلیوں سے پانی خارج ہو سکتا ہے تو زمین سے چشمہ جاری کرنا کیا ممکن رہ جائے گا؟ اس لیے کفار کے مطالبے کے مطابق انگلیوں کا درخت ہوا اور اس میں نہیں ہستی ہوں تو یہ بھی ممکنات میں سے ہے ناممکن نہیں ہے۔

چنانچہ حقیقت یہ ہے کہ کفار مکہ اصل میں ان چیزوں کے ہونے یا نہ ہونے سے کوئی غرض نہیں رکھتے تھے، بلکہ ان کا مقصد صرف اور صرف ہٹ دھرمی اور ضدی پن کی انتہا کا اظہار کرنا تھا، کہ اپنی سر کشی اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشکل میں ڈالیں۔

اسی طرح طاہر ابن عاشور رحمہ اللہ کستہ ہیں :  
 "مشرکین مکہ کا مطالبہ انتہائی درجے کی ہٹ دھرمی اور ضد پر مبنی تھا تو اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ انہیں ان کی بات پر تعجب کا اظہار کرتے ہوئے جواب دیں اور اس کیلئے "نجان رنبی" کا لفظ استعمال کریں جو کہ تعجب میں استعمال کیا جاتا ہے۔۔۔ پھر اس کے بعد استفہام انکاری لائیں۔

نیز حصر کا معنی رکھنے والے جملے کا تقاضا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رسول ہونے کے ساتھ ساتھ صرف بشر ہیں، مطلب یہ ہے کہ : میں کوئی مختار کل پروردگار نہیں ہوں کہ جو کچھ مجھ سے مطالبہ کیا جائے گا میں وہی پیدا کر کے دکھادوں، تو میں اللہ تعالیٰ کو یافہ شتوں کو کیسے لاستھا ہوں، اور اسی طرح میں زمین میں ایسی چیز کیسے پیدا کر سکتا ہوں جو ابھی زمین میں پیدا ہی نہیں کی گئیں" انتہی

"التحریر والتنویر" (210/15)

سوم :

محترم بھائی! آپ اپنے دل کا ممکن خیال کریں، روپے پیسے کی فخر کرنے کی، بجائے اپنادین محفوظ کریں؛ شیاطین چاہے انسان کی صورت میں ہوں یا جنون کی شکل میں کسی کو بھی اپنے دل سے یقین کی دولت ضائع مت کرنے دیں، اور نہ ہی اپنے ایمان میں کسی بھی قسم کے شکوہ و شہادت پیدا ملت ہونے دیں؛ چونکہ آپ نے شکوہ و شہادت پیدا کرنے والے لوگوں سے بچاؤ کیلئے شرعی علم حاصل نہیں کیا ہوا اس لیے آپ اس قسم کے لوگوں سے دور ہی رہیں، ان کے ساتھ مت پڑھیں، ان کے فورمز اور بلاگ مت پڑھیں، اس کی چھنی چپڑی با تین مت سنیں، کیونکہ اگر دل میں ایک بار شہادت جا گزین ہو جائیں تو واپس نکلنے کا کسی کو پتا نہیں ہوتا، اسی طرح اگر آپ کو کسی فتنے کا سامنا ہو تو آپ کو اس سے بھی محفوظ رہنے کا علم نہیں ہو سکتا اس لیے آپ فتنوں اور شہادت سے دور ہی رہیں۔

ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے اور سب موحد بندوں کیلئے ہدایت و کامیابی کی دعا کرتے ہیں۔

واللہ اعلم۔